السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرنے کے بعد انسان کو کن چیزوں کا ثواب جاتا ہے ۔ جو آج کل رواج بن چکا ہے گھروں میں سپارے دیئے جاتے ہیں پڑھانے کیلیئے اور پھر ان سپاروں کا ثواب مردے کو دیا جاتا ہے ۔ پھر روٹی بھی کپڑے بھی ۔ گویا مردے کے نام کے دیئے جاتے ہیں ثواب کیلیئے ۔ میں ایک بات بتاؤں کہ جناب میری دادی بھی اہل حدیث ہے اس کا بڑا بیٹا فوت ہو چکا ہے اس کو فوت ہوئے ۳ سال ہوگئے ہیں لیکن آج تک اس کے نام کی روٹی اور کپڑے وغیرہ دیتی ہے اگر میں منع کروں تو میرے والد صاحب مجھے سختی سے ڈانٹتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہر چیز مردے کو جاتی ہے ۔ اگر تم نے کسی کو کہا کہ کچھ نہیں جاتا تو میں تمہیں ماردوں گا ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں ان سب چیزوں کا ثواب مردے کو جاتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواب پڑھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ عبادات میں معتبر وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کے طریقہ کے مطابق ہو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبوں میں یہ پڑھا کرتے تھے :

((فإن خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ہدی محمد ة شر الأمور محدثاتہا وکل بدعة ضلالة))

'' یقینا بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور معاملات میں سے برے (دین میں) نئے ایجاد کردہ ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے '' ۔ (رواہ مسلم , مشکوۃ کتاب الإیمان , باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

((خیر أمتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم))

'' میری امت میں سے بہتر زمانہ میرا ہے اور پھر جو ان کے بعد آئیں اور پھر جو ان کے بعد ہے (یعنی صحابہ اور تابعین) '' (متفق علیہ مشکوۃ باب مناقب الصحابہ)

ابن مسعود فرمایا کرتے تھے :

(من کان منکم مستنا فلیس بمن قدمات فإن الحی لا تومن علیہ الفتنة أولئک أصحاب ہذہ الأمة وأبرہا قلوبہا ... فاعرفوا لہم فضلہم واتبعوا علی أثارہم تمسکوا بما استطعتم من أخلاقہم وسیرہم فإنہم کانوا علی ہدی مستقیم))

'' تم میں سے جو کوئی کسی طریقے کو اختیار کرنے والا ہے وہ ان کے طریقے کو اختیار کرے جو فوت ہو چکے ہیں کیونکہ زندوں سے فتنہ کا خوف رہتا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے جو اس امت میں سب سے افضل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے آثار کی پیروی کرو اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کی سیرت اور اخلاق کو اپناؤ وہ بالکل سیدھے راستے پر تھے '' (مشکوۃ ، کتاب الاعتصام ۱/۳۲)

جو چیز دلائل سے ثابت ہے اور ان قرون مفضلہ میں موجود تھی وہ یہ ہے کہ انان جب دنیا سے فوت ہو جاتا ہے تو اس کیا عمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

((وإذا مات ابن آدم انقطع عنہ عملہ))

'' کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اسکے عملوں کا سلسلہ خمت ہو جاتا ہے ''

اب کیا مرنے کے بعد کسی دوسرے کے عمل یا اپنے بعض کیئے ہوئے عملوں کا ثواب اسے پہنچتا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میت زندہ افراد کی کوشش اور محنت پر دو وجوہات سے مستفید ہوتی ہے ۔ پہلی وجہ وہ ہے جس کا سبب یہ اپنی زندگی میں بن گیا تھا اور اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

[(وإذا مات ابن آدم انقطع عنہ عملہ إلا عملہ إلا من ثلاث صدقة جاریة أو ولد صالح یدعو لہ أو علم ینتفع من بعدہ .))

'' کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کا ثواب اسے نہیں ملتا) مگر تین چیزیں ہیں (جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے) ایک صدقہ جاریہ ، دوسری نیک اولاد ہے جو اس کے لئے دعا کرتی رہیں اور تیسری چیز عمل ہے جس سے لوگ اس کے جانے کے بعد فائدہ اٹھا رہے ہیں '' ۔ (رواہ مسلم 5/73, الادب المفرد, ابوداود ونسائی احمد بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والا اگر ان میں کوئی چیز چھوڑ جاتا ہے تو اسے مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچتا رہتا ہے ۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے :

((رباط یوم ولیلۃ فی سبیل اللہ خیر من صیام شہر وقیامہ وإن مات | أجری علیہ عملہ الذی کان یعملہ وأجری علیہ رزقہ وأمن الفتان))

'' ایک دن اور ایک رات اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد فی سبیل اللہ) میں پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور راتوں کو قیام کرنے سے افضل ہے اور اگر وہ شخص اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو اس کیلیئے اس کے وہ سارے عمل جاری رکھے جائیں گے جو اس حال میں وہ کرتا تھا ۔ یعنی جتنے عمل وہ کرتا تھا سب کا اجر اور ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسی طرح اس کو ملتا رہے گا '' ۔ (رواہ مسلم , مشکوۃ کتاب الجہاد ص 349)

ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((کل عمل ینقطع عن صاحبہ إذا مات إلا المرابط فی سبیل اللہ فإنہ ینمی لہ عملہ إلی یوم القیامۃ .))

'' مرنے کے بعد انسان سے ہر عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے والا ، اس کے عمل اس کیلیئے قیامت تک بڑھائے جاتے ہیں (یعنی قیامت تک اسے ان اعمال کا اجر ملتا رہے گا) '' (المعجم الکبیر للکبرانی بسند صحیح)

دوسری وجہ جس سے مرنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے وہ ہے دوسرے مسلمان کا ان کیلیئے دعا کرنا ان کی طرف حج اور صدقہ خیرات کرانا اسی طرح ان کیلیئے استغفار کرنا ان چیزوں سے بھی میت مستفید ہوتی ہے کیونکہ ان سب چیزوں کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں ۔ استغفار کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَالَّذِینَ جَاءُوا مِن بَعْدِہِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِینَ سَبَقُونَا بِالْإِیمَانِ... ١٠ ...الحشر

'' اور وہ لوگ جو ان (اہل ایمان) کے بعد آئے (دنیا میں وہ ایمان کی حالت میں) کہتے ہیں (دعا کرتے ہوئے) اے اللہ ! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کی حالت میں (تیرے پاس) ہم سے پہلے پہنچ چکے ہیں '' ۔ (الحشر)

اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے ۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں ۔

((لما نعی لنا رسول اللہ صلی اللہ علسہ وسلم النجاشی صاحب الحبشیۃ فی الیوم الذی مات فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم إستغفروا لإخیکم .))

'' کہ جس دن حبشہ کا حاکم نجاشی فوت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی موت کی خبر سنائی اور کہا اپنے بھائی کیلیئے بخشش طلب کرو '' (البخاری , کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد)

اس آیت کریمہ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ استغفار سے میت مستفید ہوتی ہے ۔ دعا کی دلیل نماز جنازہ کی عام احادیث اور اس طرح جو قبروں کی زیارت کی احادیث ہیں سب اس چیز پر دال ہیں ۔ عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں :

((سَمِعتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ، یَقُولُ : « مَا مِن رَجُلٍ مُسلِمٍ یَمُوتُ ، فَیَقُومُ عَلَی جَنَازَتِہِ أَربَعُونَ رَجُلًا ، لَا یُشرِکُونَ بِاللہِ شَیئًا ، إِلَّا شَفَّعَہُمُ اللہُ فِیہِ))

'' کوئی مسلمان آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس پر چالیس آدمی نماز جنازہ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ شکر کرنے والے نہ ہوں تو اللہ ان کی سفارش (دعا) کو اس کے بارے میں قبول کر لیتا ہے '' (مسلم کتاب الجنائز باب من صلی علیہ اربعون شفعوا فیہ)

اور جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

((سَمِعتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ، یَقُولُ : « مَا مِن رَجُلٍ مُسلِمٍ یَمُوتُ ، فَیَقُومُ عَلَی جَنَازَتِہِ أَربَعُونَ رَجُلًا ، لَا یُشرِکُونَ بِاللہِ شَیئًا ، إِلَّا شَفَّعَہُمُ اللہُ فِیہِ))

'' ان گھروں (قبروں) میں رہنے والے مومنو ! اور مسلمانوں ! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے آنے اور بعد میں آنے والوں پر رحم کرے ۔ یقیناً ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں '' ۔ (مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور والدعا لأہلہا)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں :

((أسئل اللہ لنا ولکم العافیۃ))

'' میں اللہ سے تمہارے لیے اور اپنے لیئے عافیت کا سوال کرتا ہوں '' ۔

رحم کی دعا اور عافیت کا سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ میت اس لئے مستفید ہوتی ہے ۔

صدقے کی دلیل : صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ کی حدیث ہے کہ :

[((أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَلَهَا أَجْرٌ، إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ : «نَعَمْ»))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی اور اُس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ میرا خیال ہے اگر وہ مرتے وقت بات کر سکتی تو صدقہ ضرور کرتی۔ کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کرو؟ اور کیا اُسے اس پر اجر ملے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں!'' (صحیح بخاری و مسلم)

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ وفات پا گئیں اور وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے۔

((إن أمتي ماتت وكنت غائبا عنها فهل ينفعها إن تصدقت عنها؟ قال : نعم))

''کہ میری والدہ فوت ہوگئی اور میں وہاں موجود نہیں تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو اسے اس صدقہ کا نفع پہنچے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (بخاری)

فرض روزہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((من مات وعليه صيام صام عنه وليه))

''کہ جو شخص فوت ہوگا اور اس کے ذمے روزے تھے اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے'' (مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت)

حج کی لدیل: ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ، أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ اقْضُوا اللهَ فَاللهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ»))

''کہ مجھے بتاؤ اگر تمہاری والدہ کا کسی پر قرض ہوتا تو اس قرض کو ادا کرتی؟ اس نے کہاں ضرور کرتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے اس کا قرض ادا کیا جائے''۔ (بخاری)

یہ چند چیزیں ہیں جو شریعت سے ثابت ہیں کہ میت کے مرنے کے بعد ان سے فائدہ پہنچتا ہے ان کے علاوہ دوسری اشیاء لوگوں نے ایجاد کر رکھیں ہے۔ قل، تیجا، ساتواں، چالیسواں وغیرہ ان کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں اور یہ سب کام بدعت کے زمرہ میں ہیں۔ اگر ان چیزوں کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہوتا اور یہ میت کیلئے مفید ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان کردیتے اور صحابہ کرام ضرور اس پر عمل کرتے لیکن یہ چیزیں نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور نہ صحابہ کرام سے کسی نے ان کو اختیار کیا تھا بلکہ یہ چیزیں تو ہندو اور دوسری غیر مسلم قوموں سے مسلمانوں میں آ گئی ہیں۔

باقی رہا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشنا تو اس بارہ میں بعض علماء کی رائے ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن شرعاً کسی صریح اور مروع حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ چیزیں موجود نہیں تھیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خیر القرون میں یعنی صحابہ اور تابعین میں اس کا کوئی رواج تھا۔ اگ ریہ اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام اسے ضرور بالضرور سر انجام دیتے اور یہ بات مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب صرف ان اعمال سے حاصل ہو سکتا ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں قیاس اور آراء کو اس جگہ دخل نہیں کیونکہ یہ توقیفی امر ہے۔ علامہ عز بن عبد السلام فرماتے ہیں:

"ومن فعل طاعة لله تعالى ثم اهدى ثوابها الى حي او ميت لم ينتقل ثوابها اليه وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ٣٩ ... النجم فان شرع في الطاعة ناويا ان يقع عن الميت لم يقع الا فيما استثناه الشرع كالصدقة والصوم والحج والدعاء و الاستغفار "

''کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی کام کیا پھر اس کا ثواب میت یا زندہ کو دے دیا اللہ کی اطاعت کا ثواب اسے ہرگز نہیں پہنچے گا کیونکہ قرآن میں ہے کہ انسان کیلئے صرف وہی چیز ہے جس کی اُس نے کوشش کی۔ اگر کسی اطاعت کی ابتداء اس نیت پر کی کہ اس کا ثواب فلاں میت کو مل جائے تو یہ میت کی طرف سے واقع ہی نہیں ہوگی۔ ہاں ہو چیزیں جن کو شریعت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیسے صدقہ، روزہ، حج، دعا، استغفار وغیرہ (ان کا ثواب) اور قرأت قرآن کو کہیں بھی تثنیٰ نہیں کیا'' (احکام الجنائز، ص ۱۷۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"لم يكن من عادة السلف اذا صلوا تطوعا وصاموا و حجوا وقرؤا القرآن انهم يهدون ثوابهم الى الأموات انما كانوا يدعون لهم و يستغفرون لهم فلا ينبغي للناس ان يعدلوا عن الطريق السلف فانه افضل وأكمل."

''سلف کی یہ عادت تھی کہ وہ نفلی نماز پڑھنے روزہ رکھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کے بعد اس کا ثواب میت کو پہنچاتے ہوں وہ تو ان کیلئے دعا کرتے اور بخشش مانگتے تھے لوگوں کے لائق نہیں کہ وہ سلف کا طریقہ چھوڑ دیں کیونکہ یہی طریقہ افضل اور زیادہ کامل ہے۔'' (فتاوی ابن تیمیہ ج 24، ص 222,223)

بعض علم سے کورے لوگ قرآن خوانی کے جواز کیلئے ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اقرؤا على موتاكم سورة ياسين)) (رواه ابوداود)

حالانکہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابو عثمان اپنے باپ سے بیان کرتا ہے اور یہ باپ بیٹا دونوں ہی مجہول راوی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث موقوف اور مضطرب بھی ہے۔ پھر آج کل لوگوں نے جو رواج بنا یا ہو کہ قرآن خوانی کیلئے اجرت پر قراء اور دوسرے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اس فعل کو تو اہل علم و دانش میں کسی نے بھی اچھا اور مستحسن قرار نہیں دیا۔ علامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔

"من بدع التعزیہ اعطاء الدراہم لمن یقرأ القرآن علی روح المیت أو یسبح أو یہلل "

''جو میت کی روح کیلیئے قرآن خوانی یا ذکر واذکار پر پڑھنے والے کو پیسے دیئے جاتے ہیں یہ بھی تعزیت کی بدعات میں سے''۔

جو مرنے والا اپنی زندگی میں ایسا عمل کر جاتا ہے جو صدقہ جاریہ کے زمرے میں آتا ہے تو اس کا ثواب بھی اسکو پہنچتا رہتا ہے ، کسی کے نام پر صدقہ دینے والی اس میں کوئی بات نہیں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ